

طرح شدوی بیاہ نہیں۔ ایک دوسرے سے برادری اور بھائی چارہ نہیں۔ زبان سے آپ ایک دوسرے کو مسلمان بھائی کہتے ہیں۔ مگر حقیقت میں آپ کے درمیان وہی سب امتیازات ہیں جو اسلام سے پہلے تھے۔ ان امتیازات نے آپ کو ایک مضبوط دیوار نہیں بننے دیا۔ آپ کی ایک ایک اینٹ الگ ہے۔ آپ نہ مل کر اٹھ سکتے ہیں اور نہ مل کر کسی معیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر اسلام کی تعلیمات کے مطابق آپ سے کہا جائے کہ توڑوان امتیازات کو، اور آپس میں مل کر ایک ہو جاؤ، تو آپ کیا کہیں گے؟ بس وہی ایک بات، یعنی ہمارے باپ دادا سے جو رواج چلے آ رہے ہیں ان کو ہم نہیں توڑ سکتے۔ اس کا جواب خدا کی طرف سے کیا ملتا ہے۔ بس یہی کہ تم نہ توڑوان رو جو لو، کو تم نہ چھوڑو مہندوان رسوں کی تقلید کو، ہم بھی تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، اور تمہاری کثرت تعداد کے باوجود تم کو ذلیل و خوار کر کے دکھائیں گے۔

اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ تمہاری وراثت میں لڑکے اور لڑکیاں سب شریک ہیں۔ آپ اس کا جواب کیا دیتے ہیں؟ یہ کہ ہمارے باپ دادا کے قانون میں لڑکے اور لڑکیاں شریک نہیں ہیں۔ اور یہ کہ ہم خدا کے قانون کے بجائے باپ دادا کا قانون ملتے ہیں۔ خدا را بخیرے بنا لیجئے کیا اسلام اسی کا نام ہے؟ آپ سے کہا جاتا ہے کہ اس خاندانی قانون کو توڑیے۔ آپ میں سے ہر شخص کہتا ہے کہ جب سب توڑیں گے تو میں بھی توڑ دوں گا۔ ورنہ اگر دوسروں نے لڑکی کو حصہ نہ دیا، اور میں نے دے دیا تو میرے گھر کی دولت تو دوسروں کے پاس چلی جائیگی، مگر دوسرے کے گھر کی دولت میرے گھر میں نہ آئیگی۔ غور کیجیے کہ اس جواب کے کیا معنی ہیں؟ کیا خدا کے قانون کی اطاعت اسی شرط سے کی جائیگی کہ دوسرے اطاعت کریں تو آپ بھی کریں گے؟ کل آپ کہیں گے کہ دوسرے نہ کر سینگے تو میں بھی کروں گا۔ دوسرے چوری کریں گے تو میں بھی کروں گا۔ غرض دوسرے جب تک سب گنہ نہ چھوڑیں گے، میں بھی اس وقت تک سب گنہ نہ کرتا رہوں گا۔

© rasailojaraid.com

ایمان کی کسوٹی

برادران اسلام - پچھلے جمعہ کے خطبہ میں، میں نے آپکو بتایا تھا کہ قرآن کی رو سے انسان کی گمراہی کے تین مسبب ہیں۔ ایک یہ کہ وہ خدا کے قانون کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہشات کا غلام بن جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ خدائی قانون کے مقابلہ میں اپنے خاندان کے رسم و رواج اور باپ دادا کے طریقے کو ترجیح دے۔ تیسرے یہ کہ خدا اور اسکے رسول نے جو طریقہ بتایا ہے، اسکو بالائے طاقت رکھ کر انہوں کی پیروی کرنے لگے، چاہے وہ انسان خود اسکی اپنی قوم کے بڑے لوگ ہوں یا غیر قوموں کے لوگ۔

مسلمان کی اصلی تعریف یہ ہے کہ وہ ان تینوں بیماریوں سے پاک ہو۔ مسلمان کہتے ہی اسکو ہیں جو خدا کے سوا کسی کا بندہ اور رسول کے سوا کسی کا پیرو نہ ہو۔ مسلمان وہ ہے جو سچے دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ خدا اور اس کے رسول کی تعلیم سراسر حق ہے، اسکے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل ہے، اور انسان کے لیے دین و دنیا کی بھلائی جو کچھ بھی ہے صرف خدا اور اسکے رسول کی تعلیم میں ہے۔ اس بات پر کامل یقین جس شخص کو ہو گا وہ اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں صرف یہ دیکھے گا کہ اللہ اور اس کے رسول کا کیا حکم ہے۔ اور جب اسے حکم معلوم ہو جائیگا تو وہ سیدھی طرح سے اس کے آگے سر جھکا دیگا۔ پھر چاہے اس کا دل کتنا ہی کل ملائے، اور خاندان کے لوگ کتنی ہی باتیں بنائیں، اور دنیا والے کتنی ہی مخالفت کریں وہ ان میں سے کسی کی پروا نہ کرے گا، کیونکہ ہر ایک کو اس کا صاف جواب یہی ہو گا کہ میں خدا کا بندہ ہوں، تمہارا بندہ نہیں ہوں۔ اور میں رسول پر ایمان لایا ہوں، تم پر ایمان

نہیں لایا ہوں۔

اس کے برخلاف اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ خدا اور رسول کا ارشاد یہ ہے تو ہوا کرے، میرا دل تو اس کو نہیں مانتا، یا مجھے تو اس میں نقصان نظر آتا ہے، اسیلے میں خدا اور رسول کی بات کو چھوڑ کر اپنے رائے پر چلوں گا، تو ایسے شخص کا دل ایمان سے خالی ہوگا۔ وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے کہ زبان سے تو کہتا ہے میں خدا کا بندہ اور رسول کا پیرو ہوں، مگر حقیقت میں اپنے نفس کا بندہ اور اپنی رائے کا پیرو بنا ہوا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ خدا اور رسول کا حکم کچھ بھی ہو، مگر فلاں بات تو باپ دادا سے ہوتی چلی آرہی ہے، اسکو کیسے چھوڑا جاسکتا ہے؟ یا فلاں قاعدہ تو میرے خاندان میں مقرر ہے، اسے کیونکر توڑا جاسکتا ہے؟ تو ایسے شخص کا شمار بھی منافقوں میں ہوگا، خواہ غازیں پڑھتے پڑھتے اسکی پیشانی پر کتنا ہی بڑا گنا پڑ گیا ہو، اور ظاہر میں اس نے کتنی ہی متشدد صورت بنا رکھی ہو۔ اسیلے کہ دین کی اصل حقیقت اسکے دل میں اتری ہی نہیں۔ دین رکوع اور سجدے اور روزے اور حج کا نام نہیں، اور نہ دین، انسان کی صورت اور اسکے لباس میں ہوتا ہے۔ بلکہ اصل میں دین نام ہے خدا اور رسول کی اطاعت کا۔ جو شخص اپنے معاملات میں خدا اور رسول کی اطاعت سے انکار کرتا ہے، اس کا دل حقیقت میں دین سے خالی ہے، اس کی غاڑ اور اس کا روزہ اور اسکی متشدد صورت، ایک دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص خدا کی کتاب اور اسکے رسول کی ہدایت سے بے پردا ہو کر کہتا ہے کہ فلاں بات اسیلے اختیار کی جائے کہ وہ انگریزوں میں رائج ہے، اور فلاں بات اسیلے قبول کی جائے کہ فلاں قوم اسکی وجہ سے ترقی کر رہی ہے، اور فلاں بات اسیلے مانی جائے کہ فلاں بڑا آدمی ایسا کہتا ہے، تو ایسے شخص کو بھی اپنے ایمان کی خیر منائی چاہیے۔ یہ باتیں ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ مسلمان ہو

اور مسلمان رہنا چاہتے ہو تو ہر اس بات کو اٹھا کر دیوار پر دے مارو جو خدا اور رسول کی بات کے خلاف ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اسلام کا دعویٰ تمہیں زیب نہیں دیتا۔ زبان سے کہنا کہ ہم خدا اور رسول کو ملتے ہیں، مگر اپنی زندگی کے معاملات میں ہر وقت دوسروں کی بات کے مقابلہ میں خدا اور رسول کی بات کو رد کرتے رہنا، نہ ایمان ہے اور نہ اسلام، بلکہ اس کا نام منافقت ہے۔

قرآن مجید کے اٹھارویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف الفاظ میں فرمادیا ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا لَنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْأَسْوَءِ شَرِّ مَا نَسُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ قَدْ جَاءَنَا
الْبَيِّنَاتُ مِنَ اللَّهِ وَالرَّسُولِ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا جَاءَهُمْ
مِنْهُم مَخْرُصُونَ - وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ - أَفَبِلَوْبِهِمْ مَرٌّ أَمْ
إِذَا بُلُوا آمِنًا يَخِفُونَ أَنْ يَحْكُمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ - بَلْ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَجْعَلِ اللَّهُ
لَهُ مَخْرَجًا وَيَنْقُذْهُ مِنَ غَمِّهِمْ هُمُ الْفَائِزُونَ - (النور - ۶-۷)

یعنی ”ہم نے کھول کھول کر حق اور باطل کا فرق بتانے والی آیتیں اتار دی ہیں۔ اللہ جبکو چاہتا ہے ان آیتوں کے ذریعے سے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت قبول کی۔ پھر اسکے بعد ان میں سے بعض لوگ اطاعت سے منہ موڑ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ ایمان دار نہیں ہیں۔ اور جب ان کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے معاملات میں قانون خداوندی کے مطابق فیصلہ کیا جائے، تو ان میں سے کچھ لوگ منہ موڑ جاتے ہیں، البتہ جب بات ان کے مطلب کی ہو تو اسے مان لیتے ہیں۔“

کیا ان لوگوں کے دل میں بیماری ہے؟ یا کیا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا ان کو یہ ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول انکی حق تلفی کرے گا؟ بہر حال وجہ کچھ بھی ہو، یہ لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں۔ حقیقت میں جو ایماندار ہیں ان کا طریقہ تو یہ ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بتایا جائے تاکہ قانون خداوندی کے مطابق انکے معاملات کا فیصلہ کیا جائے، تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرنا رہے گا، اور اسکی نافرمانی سے پرہیز کرے گا، بس وہ بھی کامیاب ہوگا۔ ان آیات میں ایمان کی جو تعریف بیان کی گئی ہے، اس پر غور کیجیے۔ اصلی ایمان یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی ہدایت کے سپرد کر دو۔ جو حکم دہاں سے ملے اسکے آگے سر جھکا دو، اور اسکے مقابلہ میں کسی کی نہ سنو، نہ اپنے دل کی، نہ خاندان والوں کی اور نہ دنیا والوں کی۔ یہ کیفیت جس میں پیدا ہو جائے وہی مومن اور مسلم ہے۔ اور جو اس سے خالی ہو، اسکی حیثیت منافق سے زیادہ نہیں ہے۔

آپے سُنا ہو گا کہ عرب میں شراب خوری کا کتنا زور تھا۔ عورت اور مرد اور جوان اور بزرگ سب شراب کے متوالے تھے۔ ان کو دراصل اس چیز سے عشق تھا۔ اسکی تعریفوں کے گیت گاتے تھے اور اس پر جان دیتے تھے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہو گا کہ شراب کی لت لگ جانے کے بعد اس کا چھوٹنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ آدمی جان دینا قبول کر لیتا ہے، مگر شراب چھوڑنا قبول نہیں کر سکتا۔ اگر شرابی کو شراب نہ ملے تو اسکی کیفیت بیمار سے بدتر ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ نے کبھی سنا ہے کہ جب قرآن شریف میں شراب کی حرمت کا حکم آیا تو کیا ہوا؟ وہی عرب جو شراب پر جان دیتے تھے، اس حکم کو سُننے ہی انہوں نے اپنے ہاتھ سے شراب کے ٹٹکے توڑ ڈالے۔ مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہ رہی تھی جیسے بارش کا پانی بہتا ہے۔ ایک مجلس میں کچھ لوگ بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ جس وقت

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز دہرائی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے، تو جس شخص کا ہاتھ جہاں تھا وہیں کا وہیں رہ گیا۔ جبکہ منہ سے پیالہ لگا ہوا تھا، اس نے فوراً اس کو ہٹالیا، اور پھر ایک قطرہ حلق میں نہ جادنے دیا۔ — یہ ہے ایمان کی شان۔ اس کو کھتے ہیں خدا اور رسول کی اطاعت۔

آپ کو معلوم ہے کہ اسلام میں زنا کی سزا کتنی سخت رکھی گئی ہے؟ ننگی پیٹھ پر سو کوڑے! جن کا خیال کیسے آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ اور اگر شادی شدہ آدمی ہو تو اس کے لیے سنگساری کی سزا ہے، یعنی اسکو پتھروں سے اتنا مارنا کہ وہ مرجائے۔ ایسی سخت سزا کا نام کیا سن کر آدمی کانپ اٹھتا ہے۔ مگر آپ نے یہ بھی سنا کہ جب تکے دل میں ایمان تھا انکی کیا کیفیت تھی؟ ایک شخص سے زنا کا فعل سرزد ہو گیا۔ کوئی گواہ نہ تھا۔ کوئی عدالت تک پہنچ کر لے جانے والا نہ تھا۔ کوئی پولیس کو اطلاع دینے والا نہ تھا۔ صرف دل میں ایمان تھا جس نے اس شخص سے کہا کہ جب تے نے خدا کے قانون کے خلاف اپنے نفس کی خواہش پوری کی ہے تو اجماعاً خدا نے اس کے لیے مقرر کی ہے اسکو جگتھ کے لیے بھی تیار ہو جا۔ چنانچہ وہ شخص خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ، میں نے زنا کی ہے، مجھے سزا دیجیے۔ آپ منہ پھیر لیتے ہیں، تو پھر دوسری طرف آکر یہی بات کہتا ہے۔ آپ پھر منہ پھیر لیتے ہیں تو وہ پھر سامنے آکر سزا کی درخواست کرتا ہے۔ عرض اس طرح چار مرتبہ وہ اصرار کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو گناہ میں نے کیا ہے اسکی سزا مجھے دی جائے۔ — یہ ہے ایمان۔ جبکہ دل میں ایمان موجود ہے اس کے لیے ننگی پیٹھ پر سو کوڑے کھانا بلکہ سنگسار کر دیا جانا آسان ہے، مگر نافرمان بن کر خدا کے سامنے حاضر ہونا مشکل ہے۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ انسان کے لیے دنیا میں اپنے رشتہ داروں سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں

ہوتا۔ خصوصاً باپ، بھائی، بیٹے تو اتنے پیارے ہوتے ہیں کہ ان پر سے سب کچھ قربان کر دینا آدمی گوارا کر لیتا ہے۔ مگر آپ ذرا بدر اور اُحد کی لڑائیوں پر غور کیجیے کہ ان میں کون کس کے خلاف لڑنے گیا تھا؟ باپ مسلمانوں کی فوج میں ہے تو بیٹا کافروں کی فوج میں۔ یا بیٹا اس طرف ہے تو باپ اُس طرف۔ ایک بھائی اور دوسرا بھائی اور دوسرا بھائی اور دوسرا بھائی اور ایک دوسرے کے مفاد میں آئے ہیں، اور اس طرح لڑے ہیں کہ گویا یہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہی نہیں۔ اور یہ جوش ان میں کچھ روپے پیسے یا زمین کے لیے نہیں بھڑکا تھا۔ نہ کوئی ذاتی عداوت تھی۔ بلکہ صرف اسوجہ وہ اپنے خون اپنے گوشت پوست کے خلاف لڑ گئے کہ وہ خدا اور رسول پر باپ بیٹا اور بھائی اور سارے خاندان کو قربان کر دینے کی قمار کھتے تھے۔

آج بھی معلوم ہے کہ عرب میں جب زید آخر دم و رواج تھا، اسلام قریب قریب ان سب ہی کو توڑ ڈالنا تھا۔ بڑی چیز تو بت پرستی تھی جبکہ رواج سینکڑوں ہزاروں برس چلا آ رہا تھا۔ اسلام کہا کہ ان بتوں کو چھوڑ دو۔ شراب، زنا، جوا، چوری اور زہری عرب میں عام طور پر رائج تھی۔ اسلام نے کہا کہ ان سب کو ترک کرو۔ عورتیں عرب میں کھلی پھرتی تھیں، حتیٰ کہ کعبہ کے گرد رنگی ہو کر طواف کرتی تھیں۔ اسلام نے حکم دیا کہ پردہ کرو۔ عورتوں کو وراثت میں کوئی حصہ نہ دیا جاتا تھا۔ اسلام نے کہا کہ ان کا بھی وراثت میں حصہ ہے۔ بتی کو بائبل وہی حیثیت دی جاتی تھی جو صلیبی اولاد کی ہوتی ہے۔ اسلام نے کہا کہ وہ صلیبی اولاد کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ بتی اگر اپنی بیوی کو چھوڑ دے تو اس سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ غرض کونسی پرانی رسم ایسی تھی جسکو توڑنے کا حکم اسلام نے دیا ہو۔ مگر آپ کو معلوم ہے کہ جو لوگ خدا اور رسول پر ایمان لائے تھے ان کا کیا طرز عمل تھا؟ صدیوں سے جن بتوں کو وہ اور انکے باپ دادا سجدہ کرتے اور نذریں چڑھایا کرتے تھے، ان کو ان ایمان داروں نے اپنے ہاتھ سے توڑا۔ سینکڑوں برس سے جو خاندانی رسمیں چلی آتی تھیں ان سب کو انہوں نے مٹا کر رکھ دیا۔ جن چیزوں کو وہ مقدس سمجھتے تھے خدا کا حکم پا کر انہیں پاؤں تلے روند ڈالا۔ جن چیزوں کو وہ مکروہ سمجھتے تھے، خدا کا حکم آتے ہی ان کو